حج بیت اللہ کے تربیتی اور نفسیاتی پہلو

ڈاکٹر ایس۔ فاروق

"ولِلّٰہ علی النّاس حج البیت من استطاع الیه سبیلاً" (سورہ آل عمران آیت ۹۷)

(اور لوگوں پر اللہ کے لئے خانۂ کعبہ کا حج کرنا ہے جو وہاں تک پہونچنے کیلئے استطاعت رکھتے ہوں)

اسلام کے بنیادی ارکان صرف دو حقوق پر مشتمل ہیں: ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد، حقوق العباد جن کا تعلق بندوں کی ذات سے ہے، ان میں بندوں کے لئے فلاح اور معاملات کی درستگی کا معاملہ ہے۔ لیکن بندے اپنے معاملات درست نہیں رکھتے اور اکثر اوقات اللہ کی نافرمانی میں لگے رہتے ہیں جس سے صغیرہ اور کبیرہ گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ بڑا غفور الرحیم ہے وہ بندوں سے بڑی محبت کرتا ہے "انّ ربّی رحیم ودود "ترجمہ: بیشک میرا رب بہت مہربان اور بہت محبت کرنے والا ہے۔

اللہ رب العزت اپنی اسی محبت کے سبب بندوں کو اس کی غلطیوں کی تلافی کے لئے نادم ہونے اور معافی مانگنے پر اس کے توبہ کو قبول فرماتا ہے: قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے توبہ کی قبولیت کا عام اعلان ہے" اُجیب دعوۃ الداع اذا دعان (سورہ بقرہ آیت ۱۸۶) دعاء کرنے والے کی دعاء کو میں قبول کرتا ہوں، جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔

ہوتو سکتی ہے گناہوں کی تلافی بھی مگر   نامکمل ہے دعاء اشک ندامت کے بغیر

اسی طرح اللہ رب العزت نے بندوں کے کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے خاص مواقع بھی عنایت فرمائے ہیں اور ان بندوں کے لئے جنت میں داخلے کا کھلا اعلان بھی کیا ہے جو اللہ کے حضور سچی ندامت اور پکی توبہ کرتے ہیں جیسے رمضان کے مقدس مہینے میں گناہوں سے معافی اور بخشش کا طلب کرنا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ" للصائم عند فطرہ دعوہ مستجابه (ابوداؤدشریف) روزہ افطار کرنے کے وقت روزہ دار کی دعاء مقبول ہوتی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے حضور پاکؐ نے فرمایا کہ" رمضان المبارک ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ رحمت، درمیانی عشرہ مغفرت اور آخری

عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔''

شب قدر میں توبہ قبول ہونا یقینی ہے۔ رسولؐ مقبول نے ارشاد فرمایا کہ جو شب قدر میں عبادت کے لئے کھڑا رہا تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہوگئے۔ (معارف القرآن جلد ۸، صفحہ ۷۹۳ بحوالہ صحیحین)

اور حج میں تمام گناہوں سے پاک ہوجانا یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بندوں پر کتنا رحیم وکریم ہے۔

گناہ گار تو ہم ایسے تھے کہ بس توبہ خدا کریم نہ ہوتا تو مرگئے ہوتے

رسولؐ اکرم کا ارشاد گرامی ہے'' حجوا فان الحج يغسل الذنوب كما يغسل الماء الدرن'' حج کیا کرو کیونکہ حج انسان کے گناہوں کو اس طرح دھوڈالتا ہے جیسے پانی میل کو صاف کردیتا ہے۔''من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع من ذنوبه کیوم ولدته امه'' (بخاری شریف) جوشخص اس طرح حج کرے کہ اس سے بے شرمی بے پردگی اور گناہ کا کوئی کام سرزد نہو تو فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

بہر حال اسلام میں حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کو بھی برابر کی اہمیت کا درجہ حاصل ہے۔

حقوق اللہ کے پانچ افعال جو بظاہر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور حمد وثنا کے لئے ہیں، لیکن حقیقت میں اللہ رب العزت نے ان اعمال میں بندوں کا مفاد چھپا رکھا ہے۔

۱۔کلمۂ طیبہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت اور حضور پاکؐ کی رسالت کی شہادت پر مشتمل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ رب العالمین ہے اور مؤمن غیر مؤمن ہر ایک کے لئے ہوا، پانی اور کھانے کا انتظام کرتا ہے۔ اسی طرح حضور پاکؐ سارے عالم کے لئے رحمۃ اللعالمین ہیں۔حضور پاکؐ کی سنتوں پر عمل کرنے والا اور آپؐ کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنانے والا خواہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو اس سے ضرور فیضیاب ہوتا ہے چنانچہ پانی بیٹھ کر اور تین سانس میں پینے والا، کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے والا انشاء اللہ صحت یاب رہتا ہے۔

۲۔نماز کی ادائیگی جہاں اللہ کے حکم کی اطاعت ہے وہیں پنج وقتہ نماز کے محلے کے اشخاص کا اجتماع، جمعہ کی نماز چند محلوں کے اشخاص کا اجتماع، عیدین کی نماز شہر کے اشخاص کا اجتماع، آپسی محبت اور میل

ملاپ کا ذریعہ بھی ہے۔

۳۔ روزہ رکھنے میں جہاں اللہ کی فرمانبرداری ہے وہیں بھوکوں کی حالت اور بھوک کیا چیز ہے اس کو جاننے کے ساتھ ساتھ زندگی اور معاشرے میں پاکیزگی لانے کا سبب بھی ہے۔

۴۔ زکٰوۃ جہاں اللہ کے حکم کی تعمیل ہے وہیں غریبوں اور ضرورتمندوں کی حاجت روائی کا ذریعہ بھی ہے۔

۵۔حج جہاں اسلام کا پانچواں رکن ہے وہیں پوری دنیا کے اشخاص میں اجتماعیت اور عالمی اتحاد کا سب سے بڑا مظہر ہے جس میں جگہ ایک، لباس ایک، عبادت ایک اور وقت ایک ہوتا ہے اور عرب وعجم سبھی مل کر ارکان حج ادا کرتے ہیں۔

الحج اشهر معلومات ، فمن فرض فيهن الحج فلا رفث ولافسوق ولاجدال فی الحج وماتفعلوا من خيرّيعلمه اللّٰه وتزودوا فان خير الزّاد التقوىٰ، واتقون يااولی الالباب۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۹۷)

حج چند مقررہ دنوں میں ہوتا ہے اور جو شخص بھی اس زمانہ میں اپنے اوپر حج لازم کرلے اسے عورتوں سے مباشرت گناہ اور جھگڑے کی اجازت نہیں ہے اور جو کچھ تم خیر کروگے خدا اسے جانتا ہے۔اپنے لئے زادہ راہ فراہم کروکہ بہترین زادہ راہ تقوٰی ہے اور اے صاحبان عقل ہم سے ڈرو۔

اس آیت میں ایام حج خاص ہیں، جن میں تین چیزوں سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں پر مشتمل ہیں۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ بے پردگی نہیں ہونی چاہئے مرد اور عورت دونوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ پردے کا مکمل خیال رکھیں ، اپنے حج کے ارکان کی ادائیگی میں پروانہ وار مشغول رہیں اور اللہ کے عشق میں ڈوب جائیں کہ دل کسی غیر اللہ کی طرف مائل نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ وہاں کسی بھی طرح سے گناہ کا ارتکاب نہ کریں اور ہر ایسے افعال سے بچیں جو احرام کی حالت میں ممنوع وناجائز ہیں۔ تیسرے یہ کہ کسی طرح کا جدال نہ کرنے کا عہد کریں ، اگر وہاں کسی بات پر غصہ آجائے تو صبر کریں کیونکہ آپ اللہ کے مہمان ہیں۔ اللہ آپ کا میزبان اور مہمان کا غصہ کسی چیز کی ناپسندیدگی اور کمی کا اظہار اور احتجاج ظاہر کرتا ہے، لہٰذا دونوں چیزوں سے اجتناب کریں اور ہر حال میں خدا کا شکر ادا کریں اور اس بات کا احساس کریں کہ ایک وقت میں اتنی کثیر تعداد میں لوگوں کا انتظام ناممکنات میں سے ہے۔ رب العزت بعض اوقات اپنے بندوں کا

امتحان بھی لیتا ہے اور امتحان میں جو بندے کامیاب ہوتے ہیں ان پر اتنی ہی زیادہ اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے، لہٰذا بے پردگی گناہ، غصہ اور جدال نہ کرنے کا عمل پہلے اپنے گھر سے شروع کریں کیونکہ اسلام نے دعوت وتبلیغ اور ہر ایک عمل میں اس بات کی ہدایت دی ہے کہ پہلے خود اس پر کاربند رہیں پھر اپنے اہل وعیال سے کہیں، اس کے بعد عوام الناس کو اس پر عمل کرنے کا حکم دیں جیسے قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے" وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا "(سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۲) اور حکم دیجئے اپنے اہل وعیال کو نماز کا اور خود اس پر عمل پیرا رہئے۔

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے" یا ایّھا النّبی قل لاّزواجک وبناتک ونساء المؤمنین" الی آخر الآیہ(سورہ احزاب آیت ۵۹) ترجمہ: اے نبی پاکؐ آپ اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے... حج میں اتحاد ویکجہتی کے ساتھ ساتھ قیامت کی یاد بھی تازہ ہوتی ہے، چنانچہ عرفات کا میدان، میدان حشر کا ایک نمونہ دکھائی دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں ایک سورہ جو "سورۂ حج" کے نام سے موسوم ہے اس کی ابتداء بھی قیامت کی ہولناکیوں سے ہوئی ہے۔

یا ایّھاالنّاس اتّقوا ربّکم ان زلذلۃ السّاعۃ شئیٌ عظیم۔(سورہ حج آیت ۱) اے لوگوں ڈرو اپنے پروردگار سے بیشک قیامت کی ہولنا کی بہت بڑی چیز ہے۔

اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ ایک مقصد آخرت کی یاددہانی بھی ہے اور حج سے شوکت اسلام بھی ظاہر ہوتی ہے۔

حج دو بغیر سلی چادر باندھکر اپنی حاضری لگانا اور تلبیہ پڑھنا" لبّیک اللّھمّ لبّیک لبیک لاشریک لک لبّیک، ان الحمد والنّعمۃ لک والملک لاشریک لک"(ترجمہ: اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرے حضور میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، بیشک حمد اور شکر کا مستحق تو ہی ہے انعام واحسان تیرا ہی کام ہے، بادشاہی صرف تیرے لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں) تلبیہ پڑھنا اپنے آپ میں خود ایک بہت بڑی سعادت اور مجاہدہ ہے کہ انسان تبلیغ کی ادائیگی کے لئے کھلے عام سڑکوں پر گلی کوچوں میں، ہوٹل اور عمارتوں میں جہاں سے بھی گزرے ہر مقام پر باواز بلند اللہ کی وحدانیت کا اعلان کرتا ہوا نکلے یہ کتنے خوش نصیبی کی بات ہے۔

بہر حال حج کے ایام ۸/ ذی الحجہ سے شروع ہوجاتے ہیں، اگر اس سے قبل احرام نہیں باندھا ہے تو اب احرام باندھ کر منیٰ جانا اور وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹/ذی الحجہ کی فجر کی نماز

ادا کرنی ہے۔

منیٰ سے ۹/ذی الحجہ کو میدان عرفات کی طرف حجاج کرام کو کوچ کرنا ہے۔ میدان عرفات وہ میدان ہے جہاں حضرت آدم علیہ السلام حضرت جبرئیل علیہ السلام کی مدد سے حضرت حواء علیہا السلام سے جنت سے آنے کے بعد دنیا میں پہلی بار ملے، یہاں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے رحم وکرم سے اپنی اور اپنے ملک اورعزیز واقارب، اپنے دوست احباب کی فلاح وبہبود کی دعا کرنا اور آخرت میں جہنم سے پناہ اور جنت کی درخواست پیش کرنا اور کئی لاکھ حجاج کرام کا ایک وقت میں ایک جگہ اکٹھا ہوکر اللہ کی وحدانیت کا اعلان کرتے ہوئے اپنی حاضری سے اتحاد ویکجہتی کا مظاہرہ کرنا اور اس بات کا اعلان کرنا کہ حنبلی، مالکی، حنفی، شافعی، شیعہ، سنی، دیوبندی، بریلوی دنیا کے سبھی کلمہ گو ایک ہیں اور سب اسلام کے بنیادی اصولوں پر قائم ہیں اور'' انّما المؤمنون اخوۃ'' کے حقیقی مصداق ہیں اور ''واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً وّلاتفرقوا۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۹۷)' اللہ کی رسی کومضبوطی سے تھامے رہو اور آپس میں اختلاف مت کرو' کے حقیقی علم بردار ہیں۔

وقوف عرفات کے بعد مزدلفہ میں قیام کرکے ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا اور تجربہ کرنا کہ انسان کسی بھی حال میں زندگی گزار سکتا ہے۔

فاذا افضتم من عرفات فاذکرو اللّٰہ عند المشعرالحرام۔(سورہ بقرہ آیت ۱۹۸) پھر جب عرفات سے طواف کے لئے لوٹو تو مشعرحرام کے پاس اللہ کو یاد کرو(مشعرحرام مزدلفہ میں واقع ہے)۔

۱۰/ذی الحجہ کومنیٰ میں تینوں جمرات حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے اس تاریخی واقعہ کے پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے شیطانوں کو کنکری مارنا اپنے اس عمل سے اس بات کا اظہار کرنا ہے کہ شیطان اگر بہکائے تو بھی اپنے عزم مصمم کی تکمیل کرنے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

منیٰ میں قربانی کرنا اس بات کا اعادہ کرنا ہے کہ اللہ کے حکم کے سامنے دنیاوی چیزوں سے کوئی رغبت نہیں ہے حتیٰ کہ اولاد سے بھی۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے راستے میں اپنے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کرکے اس کا ثبوت پیش کردیا اگر چہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے فرشتے کے ذریعے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ہٹاکر دنبہ رکھدیا گیا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا۔

فلمّا بلغ معه السّعی قال یابنیّ انّی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ۔ قال یابت افعل ماتؤمر ستجدنی ان شاء اللّٰہ من الصّابرین۔(سورہ صفت آیت ۱۰۲) پھر جب وہ (اسماعیل علیہ السلام) ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے پھرنے لگے تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے برخوردار! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھ کو ذبح کررہاہوں تم غوروفکر کرکے بتاؤ کہ تمہاری کیارائے ہے؟ وہ بولے ابا جان! آپ کو جوحکم ہوا ہے وہ کرڈالئے انشاء اللہ آپ مجھ کوصبر کرنے والوں میں سے پائیں گے ۔ اس واقعے سے ایک نصیحت یہ بھی ملتی ہے کہ عشق حقیقی اللہ سے ہونا چاہئے ۔ اپنے اہل وعیال کی محبت میں ناجائز کمائی ، غلط طریقے سے آرائش کا سامان اکٹھا کرنے، اللہ کا خوف دل میں پیدانہ کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

وفدینٰہ بذبح عظیم۔ وترکنا علیه فی الآخرین۔" (سورہ صفت آیات ۱۰۷۔۱۰۸) اور ہم نے اس (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کے بدلے ایک بڑا ذبیحہ دیا اور بعد میں آنے والوں کو اسی ذبیحہ کے اوپر برقرار رکھا۔ جانور کی قربانی میں جہاں اور بہت ساری وجوہات ہیں وہیں یہ بھی ہے کہ انسان کو انسان کے بعد سب سے زیادہ جانور سے اور جانور کو انسان سے لگاؤ اورمحبت ہوتی ہے، اسی لئے انسان کی جگہ جانور کی قربانی کا حکم دیا گیا۔

ناحق کسی انسان کا قتل چاہے وہ اپنی اولاد ہی کیوں نہ ہوجائزنہیں ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے"من قتل نفساً بغیر نفس اوفساد فی الارض فکانّما قتل النّاس جمیعا۔(سورہ مائدہ آیت ۳۲) جوشخص کسی شخص کو بلا معاوضہ دوسرے شخص کے یابدون فساد کے جوزمین میں اس سے پھیلا ہو،قتل کرڈالے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کوقتل کرڈالا۔

منیٰ میں قربانی کے بعدطواف زیارت اس مقام کے طواف سے شروع کرنا جو دنیا کا سب سے پہلا گھر ہے، جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا کے سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے طواف کے لئے جنت سے سرخ یاقوت پتھر کا بناہوا ایک خیمے کی شکل میں اتارا تھا، جس کا حضرت آدم علیہ السلام اورحضرت حوا علیہا السلام طواف کرتے رہے۔ طواف کرنا اللہ سے محبت کا اظہار اور یکجہتی کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ ثم لیقضوا تفثھم ولیوفوا نذورھم ولیطوفوا بالبیت العتیق (سورہ حج آیت ۲۹) پھرلوگوں کو چاہئے کہ اپنا میل کچیل دورکریں اور اپنی نذروں کو پورا کریں اورطواف کریں اس قدیم گھر کا۔ اس آیت سے اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ

کے حکم سے اگر چند روز جنون کی حالت میں گزرے ہیں تو اب جنون کی کیفیت میں بدلاؤ لائیں اور اپنی صفائی ستھرائی کا خیال کرتے ہوئے پراگندگی کو صاف کرلیں۔

طواف زیارت کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے ''انّ الصّفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ'' صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

صفامروہ کی سعی اور وہاں دعاء کرنا اس بات کی طرف اشارہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دعا میں تاثیر رکھی ہے لہٰذا اگر دل سے دعا مانگی جائے تو ریگستان میں بھی پانی کا چشمہ جاری ہوسکتا ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کی رگڑ اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی دل سے نکلی ہوئی دعا سے بے آب وگیاہ میدان میں زمزم کا چشمہ جاری کردیا۔

فاذا قضیتم مناسکم فاذکروا اللّٰہ کذکرکم اٰبائکم اواشد ذکراً۔(سورہ بقرہ آیات ۲۰۰۔۲۰۱) پھر جب پورے کرچکو اپنے حج کے کام کو تو یاد کرو اللہ کو جیسے تم یاد کرتے تھے اپنے باپ اور دادوں کو۔

ان تمام ارکان حج کو ادا کرکے قلب میں ایک عجیب طرح کا اطمینان وسکون حاصل ہوتا ہے جس سے کہ انسان عبادت اور دعا میں مگن ومنہمک رہتا ہے لہٰذا تمام حجاج کرام کو چاہئے کہ اپنے اچھے برے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے اس بات کا مظاہرہ کریں کہ ہمیں اللہ سے محبت ہے، ہماری سوچ ایک ہے ہم اللہ کے حکم کے تابع اور فرمانبردار ہیں۔

حج کے واقعات کے پس منظر اور بقرعید سے متعلق دو واقعات ہم یہاں نقل کررہے ہیں:

الحمد اللہ ہمیں ۲۰۰۸ میں بھی بتوفیق الٰہی حج کی ادائیگی کا پھر شرف حاصل ہوا ہم وہاں سے واپس آئے تو ہمارے صوبے کے گورنر نے ہمیں حج کی مبارکباد دی اور ہم سے ملنے کی خواہش ظاہر کی، ہم جب ان سے ملنے گئے تو انہوں نے حج کے متعلق تفصیل دریافت کی۔ ہم نے ان سے وہاں کے حالات کا تذکرہ کیا اور حج سے متعلق چند فوٹو دکھلائے اور بتایا کہ اس سال چالیس لاکھ حجاج کرام نے حج ادا کیا تو وہ اس بات سے انگشت بدنداں رہ گئے اور فرمایا کہ اتنے لوگوں نے کیسے ایک جگہ اکٹھا ہوکر اطمینان وسکون کے ساتھ حج ادا کیا، پھر تو اتنے لوگوں کے کنٹرول کے لئے کئی ہزار اسلحہ سے زیب تن پولیس کا انتظام وہاں کرنا پڑا ہوگا، ہم نے کہا کہ وہاں ایسا کچھ بھی نہیں، وہاں جا کر پولس کا بالکل مختلف رول دیکھنے کو ملتا ہے ان کے پاس نہ لاٹھی نہ ڈنڈا، نہ ریوالور، نہ بندوق، نہ گالی

گفتار صرف اپنے پوشاک کی وجہ سے انہیں پہچانا جاسکتا ہے کہ یہ پولیس اورانتظامیہ کے لوگ ہیں، یہ لوگ ایثار وہمدردی کے جذبے سے حجاج کی خدمت اورسہولت کے لئے ہمیشہ مستعد کھڑے رہتے ہیں۔

یہ ساری تفصیلات جان کر گورنر صاحب ہم سے فرمانے لگے کہ کیا اس طرح کا انتظام آنے والے کمبھ میلے میں یہاں کیا جاسکتا ہے؟ ہم نے کہا کہ تین چیزیں اگر آپ عمل میں لے آئیں تو اس طرح کا انتظام ہوسکتا ہے:

۱۔ ایک حد مقرر کردیں اور اس حد کے اندر پولس اس بات کا اہتمام کرے کہ کوئی بھی لاٹھی، ڈنڈا، تلوار، ترشول اندر لے کر نہ جاسکے اور خود بھی اتنی مستعد اور چاق وچوبند رہے کہ کسی بھی حملے کو روک سکے۔

۲۔ اس مقررہ حدود کے اندر کسی بھی قسم کے نشے کی اجازت نہ ہو، شرارت ، بھانگ، تمباکو، افیم، گانجہ سبھی نشہ آور چیزوں کی ممانعت کردی جائے۔

۳۔ میوزک پر بھی پابندی لگائی جائے تاکہ لوگ جب عبادت کے لئے جائیں تو عبادت ہی میں مشغول رہیں ان کا دھیان دوسری طرف نہ بٹے۔

یہ سن کر گورنر صاحب نے اس مشورے کا استقبال کیا اور پوچھا کہ کیا وہاں میوزک بھی نہیں بجتا۔ ہم نے کہا کہ وہاں میوزک اور فحش تصویروں کی اجازت نہیں ہے حتی کہ وہاں کپڑے وغیرہ ٹانگنے کے لئے میں وغیرہ استعمال بھی نہیں ہوتی ۔گورنر صاحب نے اس نتظام کی تعریف کی اور کہا کہ یہ قانون درست ہے لیکن اس کو عمل میں لانا یہاں ناممکنات میں سے ہے۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ۲۰۰۶ میں ہم اقلیتی کمیشن دہرہ دون کے چیئرمین تھے اور ہمارے ایک ممبر جن کا نام ایس۔سی ۔جین تھا۔ اتفاق سے ایک میٹنگ کے بعد سبھی ممبران نے ہمیں بقرعید سے متعلق یا تو مبارکباد پیش کی یا بقرعید کے دن ہمارے گھر آنے کے لئے کہا۔ اسی دوران جین صاحب نے ہم سے کہا کہ میں میٹھی عید پر تو مبارکباد دینے کے لئے حاضر ہوا تھا لیکن بقرعید کے لئے میں معذرت خواہوں کیونکہ ہم جینی ہیں اور بقرعید میں آپ لوگوں کے یہاں جانور کی ہتیا اور بلی چڑھتی ہے۔ اس پر ہم نے کہا کہ جین صاحب بقرعید پر جین حضرات کا مسلمانوں کو مبارک باد پیش کرنا لازمی ہے کیونکہ آپ بھی اس بات کا اعتراف کریں گے کہ ایک انسان کی جان بچانے کے لئے اگر ایک ہزار جانور بھی قربان کردئے جائیں تو بھی کم ہے، لہٰذا مسلمان لاکھوں جانوروں کی قربانی

کرکے تمام عالم کے انسانوں کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس کی قربانی نہیں کی جاسکتی ہے اس کی بلی نہیں چڑھائی جاسکتی ہے۔

بہرحال انسان کے جان کی قیمت اورعظمت ہے۔ اسی عظمت کی وجہ سے اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیمؑ کے واسطے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے دنبہ ذبح کراکے یہ پیغام دیا کہ انسان کی قربانی کسی بھی پہلو سے جائز نہیں ہے۔ اسی لئے ہم اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جانور کی قربانی کرتے ہیں۔

ان دونوں واقعات سے اسلام کی شان وشوکت اورعظمت کا ظہور ہوتا ہے کیونکہ حج میں تمام دنیا کے مسلمانوں کا کثیر تعداد میں اجتماع صرف جدال اور غصہ نہ کرنے سے ممکن ہے اور قربانی کرنے میں اور پہلوؤں کے علاوہ اس کٹھن مرحلے کا بھی اظہار ہے کہ حقیقی قربانی کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے اور وہ لوگ جو ایشور کے نام پر انسان کی بلی چڑھائیں اور اللہ کی محبت میں اپنی جان بطور خودکشی گنوادیں تو یہ لوگ اللہ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ اور حرام کام کے مرتکب ہیں۔ اخیر میں اس آیت کے ساتھ ہم اپنی بات کی تکمیل کرتے ہیں: ”ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکہ۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۹۵) اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں صحیح سوچ وفکر عطا کرے اور اپنی مرضی اورسنت کے مطابق عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ، وماعلینا الاالبلاغ